السلام علیکم ورحمة اللہ وبرکاتہ

فاضل بھائی فردل نے مجھ سے پوچھا کہ علماء واولیاء کےلیے کلمۃ العرضیہ (رضی اللہ عنہ کہنا) کا استعمال جائز ہے؟

الجواب بعون الوہاب بشرط صحة السؤال

وعلیکم السلام ورحمة اللہ وبرکاتہ!

الحمد للہ، والصلاة والسلام علیٰ رسول اللہ، أما بعد!

یہاں تین قسم کے الفاظ ہیں: (1)۔ صلوٰۃ (ﷺ) 2۔العرضیہ (3)۔الرحمۃ ( )۔( )

علماء نے ''الصلوۃ'' رسول االلہﷺ اور انبیاء کےلیے مستحب قرار دیا ہے اور کسی کےلیے نہیں اسی وجہ سے ابن عباس اور مالک شافعی اور انبیاء کے علاوہ کےلیے ''الصلوۃ'' مکروہ کہا ہے 'ابن وغیرہ نے بنیﷺ کےلیے کہتے تھے اور کسی کےلیے نہیں۔ تو یہ نے یہ اس وقت کہا جب شیعوں کا ظہور ہوا اور وہ ''الصلوۃ'' علی عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں ''میں نہیں جانتا کہ ''الصلوۃ'' بنیﷺ کسی کا کسی کےلیے مناسب ہو' ابن عباس نے فرمایا۔ ممنوع ومکروہ ہے جیسے کہ ابن عباس

علامہ آلوسی اپنی تفسیر روح المعانی (11 6) سورۃ توبہ میں اسے ترجیح دی ہے اور کہا ہے کہ صدقہ وصول کرنے والے کا زکوٰۃ ادا کرنے والے کےلیے ''الصلوۃ' کہنا درست نہیں' وہ کہتے ہیں کہ انبیاء وملائک کے علاوہ کسی کے لیے ''صلوۃ'' نہ کہے البتہ بالتبع کہا جاسکتا ہے۔ (صلی اللہ علی النبی وآلہ وصحبہ ومن تبعھم باحسان) کیونکہ ''الصلوۃ'' جو تعظیم ہے دیگر دعاؤں میں نہیں تو یہ انبیاء اور ملائکہ کے علاوہ اور کسی کےلیے مناسب نہیں۔

پھر علماء کا اختلاف ہے کہ اس کا اتعمال غیر انبیاء وملائکہ کےلیے مکروہ تحریمی ہے یا مکروہ تنزیھی ہے یا خلاف اولی ہے صحیح بات یہ ہے کہ یہ مکروہ تحریمی ہے کیونکہ اہل بدع کا شعار ہے اس لیے علی کہنا جائز نہیں۔ کیونکہ غائب کے صیغے کے ساتھ سلام کہنا انبیاء اور ملائکہ کے علاوہ کسی لیے جائز نہیں اور اس پر اجماع ہے۔ پھر کہا کہ ظاہر تو یہی ہے کہ امام نووی نے کہا ہے منع صلوۃ کی علت یہ ہے کہ یہ اہل بدعت کا شعار ہے اور سلف کی زبان میں یہ انبیاء اور ملائکہ کےلیے مخصوص ہے جیسے عزوجل اللہ تعالیٰ کے ساتھ خاص ہے اس لیے محمد عزوجل نہیں کہا جائیگا اگرچہ آپﷺ عزیز اور جلیل ہیں۔

محققین جس طرف گئے ہیں اور میں بھی اس طرف مائل ہوں وہ وہی ہے جو مالک اور سفیان کہتے ہیں: قاضی عیاض نے کہا ہے اور اسے بہت سے فقہاء اور متکلمین نے اختیار کیا ہے کہ صلوۃ سلام کی تخصیص بنیﷺ اور انبیاء کےلیے ہے۔ جس طرح تنزیہ اور تقدیس اللہ تعالیٰ کےلیے خاص ہے اوران کے علاوہ جو ہیں ان کا ذکر عفران ورضا کے ساتھ کیا جائے غیر انبیاء پر صلوۃ' پڑھنے کی صورت میں رافضہ سے مشابہت ہوجائے گی جو جائز نہیں۔ پھر کہا کہ اگر قصد تشبیہ نہ ہو تو جائز ہے انتھی تلخیص کے ساتھ۔

اسی طرح نووی کی شرح مسلم (1 346) میں ہے۔

دوسرا قول: محقین کہتے ہیں صلوۃ وسلام غیے انبیا اور لائکہ کےلیے بھی جائز ہے خواہ تبعا ہو یا منفرد کسی شخص کو خاص ن کیا جائے۔ اس قول کے دلائل یہ ہیں:

هُوَالَّذِی یُصَلِّی عَلَیکُم وَمَلاٰئِکَتُهُ ٤٣ ...سورۃ الاحزاب

(اللہ) وہی ہے جو تم پر اپنی رحمتیں بھیجتا ہے اور اس کے فرشتے (تمھارے لیے دعائے رحمت کرتے ہیں)

ملائکہ مومنوں پر درود بھیجتے ہیں اور وہ غیر انبیاء ہیں۔

دوسری دلیل: بنیﷺ نے فرمایا' فرستے اس شخص پر (جو وہاں بیٹھا رہے جہاں اس نے نماز پڑھی ہے درود (رحمت کی دعائیں کرتے ہیں) بھیجتے ہیں' نکالا ہے اس کو شیخین نے جیسے کہ مشکوۃ (1 86) میں ہے۔

تیسری دلیل: خدیث قبض روح میں ہے، ''اللہ تجھ پر صلوٰۃ (رحم) کرے اور اس بدن پر جس تو نے اباد کر رکھا ہے'' نکالا اس کو احمد اور مسلم (2 286) نے اور سند اس کی صحیح ہے اور اس طرح مشکوۃ (1 141) میں ہے۔

چوتھی دلیل: صحیح بخاری میں بنیﷺ سے روایت ہے آپﷺ نے فرمایا

«اللھم صل علی آل ابی اوفٰی»

(اے اللہ! ابواوفی کی اولاد پر رحم فرما!)

پانچویں دلیل :

«اللھم صلی علی محمد ولا آلہ محمد»

میں ہم نے غیر انبیاء پر بھی درود پڑھا لیکن یہ تبعا ہے ۔

کے لیے فرمایا : صلی اللہ علیک ''امام ابن تیمیہ نے الفتاوی (22 472-473) یہ مع تفصیل ذکر کیا ہے ۔ نے عمر چھٹی دلیل : علی

ساتویں دلیل : امام ابوداؤد نے (1 22) میں باب باندھا ہے باب الصلوۃ علی غیر النبی ﷺ پھر ذکر کیا کہ ایک عورت بنی ﷺ کو کہا ''صلی علی وعلی زوجی ''میرے اور میرے خاوند کے لیے دعا فرمائیں تو نبی ﷺ نے فرمایا : صلی اللہ علیک وعلی زوجک '' اللہ تجھ پر اور تیرے حاوند پر رحم فرمائے ۔ اس کی سند صحیح ہے جیسے کہ کہا الشیخ نے صحیح ابوداؤد (1 286) میں ۔

سب کے لیے جائز ہے ۔ ( ) اور ( ) آٹھویں دلیل : کتاب وسنت میں اس کی ممانعت نہیں آئی کچھ تفصیل سخاوی کی القول البدیع ص (62) میں ہے ترضیہ

اوراس جیسے دیگر کلمے اور علماء میں اور ''نے الاذکار ص : (109) میں کا کہا ہے ۔ فصل : ترضی اور ترحم اور صحابہ تابعین اوران کے بعد علماء عابدین اور سب اچھے لوگوں کے لیے مستحب ہے پس کہا جاتا ہے جیسے امام نوی صحابہ کے ساتھ خاص ہے اوران کے علاوہ کسی کے لیے نہیں کہا جاسکتا تو یہ درست نہیں اور نہیں مانی جاسکتی بلکہ صحیح جس پر جمہور ہیں یہی ہے کہ یہ سب کے لیے مستحب ہے اور جلائل اس کے اکثر اور '' ''سے جو کہتے ہیں کہ ناقابل حصر ہیں ۔

اگر مذکورہ صحابہ اور صحابی کا بیٹا ہو تو کہے : قال ابن عمر رضی اللہ عنھما اسی طرح ابن عباس ابن زبیر 'ابن جعفر 'اسامہ بن زید وغیرہ تا کہ اسے اوراس کے باپ دونوں کو شامل ہو ۔ حافظ فتح الباری (3 282) میں فرماتے ہیں اس اس حدیث غیر انبیاء پر صلوۃ کے جواز پر استدلال کرتے ہیں مالک اور جمہور اسے مکروہ سمجھتے ہیں 'ابن التین کہتے ہیں ، ''اس حدیث کی طرف میلان کیا جاسکتا ہے ، '' دیکھیں مشکوۃ : (1 156) مرقاۃ : (4 126) بیہقی (نے (سنن کبری) (2 152) میں کہا ہے ''باب ھل یصلی علی غیر النبی ﷺ باب ہے اسبیان میں کہ غیر بنی پر صلوۃ کہا جاتا ہے ''پھر تین مذکورہ حدیثیں ذکر کی ہیں دیکھیں مجمع الذوائد للبھیثمی (10 166

هذا ما عندي والله أعلم بالصواب

فتاویٰ الدین الخالص

ج1ص115

محدث فتویٰ